ب۔ خ بنوری

ط۔ ح بنوری

آہ پیارے ابّا جان

کیسے اور کیوں کر لکھوں کہ آج میرے اوپر سے وہ عظیم اور پر شفقت سایہ چھن گیا ہے؟ کسے خبر تھی کہ وہ عظیم ہستی ہم سے اتنی جلدی جدا ہو جائے گی اور اتنی دور چلی جائے گی کہ نہ سلام زبانی آئے گا، نہ پیام تحریری ملے گا، نہ بلائیں گے اور نہ خود آئیں گے۔ قریب بٹھا کر گلے لگا کر تسلی دینے والا ایک خواب ہو کر رہ جائے گا۔ یہ کیسی قید و بند ہے کہ چاہنے والے تڑپتے ہیں۔ ایک جھلک کو ترستے ہیں، کسی کو کسی کا پتہ نہیں۔ مژدۂ زیارت کون دے، نوید جان بخش کہاں سے ملے، نہ کوئی وعدہ، نہ حرف تسلی ہے۔

پیارے ابا جان! آپ کا وہ نورانی چہرہ، آپ کی وہ میٹھی آواز کہاں سے لاؤں، کیوں کر یقین کروں اور کیسے کروں کہ اب میں قیامت تک اس حسین صورت کو دیکھنے کو ترسوں گی، آپ کی میٹھی آواز سننے کے لئے میرے کان اب ہمیشہ ترسیں گے۔ ابا جان! آپ کا سہارا کیا چھوٹا، میرے سب سہارے مجھ سے چھوٹ گئے۔ میرے کنارے مجھ سے دور ہو گئے۔ میں منجدھار میں ملاحوں کے رحم و کرم پر رہ گئی ہوں۔ کون جانے اس بحر بیکراں کا کنارہ کب پاؤں گی۔ کون جانے اس کشتی کو کبھی کنارہ بھی نصیب ہوگا یا نہیں۔

پیارے ابا جان! آپ کی عظیم شخصیت کا پہلو کس طرح بے نقاب کروں، آپ کی اس عظیم زندگی کے بارے میں کس طرح لکھوں، نہ دماغ ساتھ دے رہا ہے، نہ دل، آپ کو اپنی اولاد سے کتنی محبت تھی، کیسے بتاؤں، آپ کا شفیق سایہ اولاد تو اولاد غیروں کے لئے بھی تھا۔ آپ کی تمام زندگی تقویٰ اور توکل میں تمام ہوئی۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا آپ کو ہمیشہ نہایت خشوع و خضوع سے ذکر الٰہی میں مشغول پایا۔ آپ کو تہجد کی نماز قضا کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ اذان کی آواز سنتے تو آپ پر ایک قسم کی رقت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ سچے عاشق رسول تھے۔ درود شریف پڑھنا اور اس کے پڑھنے کی تلقین کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ تلاوت کلام پاک آپ کا محبوب ترین

مشغلہ تھا۔ آپ نہایت پاکیزہ اور نفاست پسند طبیعت کے تھے۔ آپ نہایت متحمل مزاج کے مالک تھے۔ سخت سے سخت تکلیف پر بھی اُف نہیں کرتے تھے۔ نمازیں پڑھتے پڑھتے آپ کے گھٹنوں میں زخم پڑ گئے تھے۔ لیکن آپ نے کبھی اُف نہیں کی اور نہ اپنی عبادت میں کوئی کمی کی اور نہ آپ نے کبھی اس کا اظہار کیا۔

معافی اور درگزر آپ کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ بڑی سے بڑی غلطی کو آپ معاف کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی گفتگو نہایت دلچسپ ہوتی تھی۔ ہر محل پر چھا جانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

آپ کا پاکیزہ اور مجاہدانہ کردار ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ یہ عظیم سرمایہ، یہ باغ و بہار شخصیت اب ہم میں نہیں ہے۔ آپ کا دائمی سکوت ہمارے لئے نہایت اذیت دہ ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس دنیا کی ہر شے راہی ہے۔ جلد یا بدیر سب کو چلے جانا ہے۔ تاہم آپ کی ابھی بہت ضرورت تھی۔ اس پرآشوب زمانے میں ایک مخلص اور بے غرض، ایک بہی خواہ، ایک دعا گو کا یوں اچانک بچھڑ جانا کسی قیامت سے کم نہیں۔ ہم آج اس باب الدعاء کے بند ہو جانے سے ایک عظیم نقصان سے دوچار ہیں:

تم کیا گئے کہ دل میں اندھیرا سا چھا گیا
شمع حیات ہوگئی مدھم تیرے بغیر!

(ب-خ-بنوری-پشاور)

☆ ☆ ☆

آہ پیارے ابا جان! میں کیسے قلم پکڑوں، میں کیسے جرأت کروں کہ آپ اس غموں کے اتھاہ سمندر میں تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ ایک ابدی آرام کرنے کے لئے ایک شفیق، ہمدرد سایہ سر سے اٹھ گیا ہے۔ وہ پرنور چہرہ اب کہاں نظر آئے گا۔ وہ آواز مبارک اور وہ لب ولہجہ جس میں خلوص کی شیرینی اور چاہتوں کی چاشنی گھلی ہوئی تھی، اب ہم کہاں سے پائیں گے۔ پیارے ابا جان! ہم تو تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ماں کی جدائی کے بعد جو آپ کی شفقت ومحبت حاصل تھی، اس سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ یسیر تو تھے ہی یتیم بھی ہو جائیں گے۔ ہمیں کیا معلوم تھا ابا جان! کہ ہماری رونقیں، ہماری بہاریں، ہماری خوشیاں لٹ جائیں گی۔ ہم اس بھری دنیا میں غم سہنے کے لئے تنہا رہ جائیں گے۔ آپ کی شفقت سے محروم آپ کی یہ چھوٹی، لاڈلی بیٹی رہ جائے گی۔

پیارے ابا جان! اب کون ہمیں بلائے گا، اب کون یہ کہے گا...... بیٹی! بہت دنوں سے آئی نہیں، کیوں کیا بات ہے؟ جب بھی آپ کے پاس آتی تو آپ یہ فرماتے، بیٹی رہنے آئی ہو یا جلدی چلی جاؤ گی۔ آپ کے کانفرنس جانے سے قبل میں ملنے آئی تو بہت خوش ہو کر پیار سے فرمانے لگے: بیٹی میں چار پانچ روز کے بعد

کانفرنس میں تین روز کے لئے جاؤں گا۔ جب تک رہوگی یا چلی جاؤ گی؟ میں نے کہا: ابا جان! رہنے پھر آؤں گی، جب آپ کانفرنس سے تشریف لائیں گے۔ فرمانے لگے: بیٹی! پھر تو رہنے آ ؤ گی۔ لیکن ابھی رہ جاؤ۔ میرا دل چاہ رہا ہے۔ میرے جانے کے بعد چلی جانا۔ میں ابا جان کے اصرار پر دو روز اور رک گئی۔ مجھ بدنصیب کو کیا معلوم تھا کہ اس کے بعد کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔ اتنے پیار سے اصرار کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ دو روز کے بعد پھر جانا پڑا۔ جانے سے قبل جب اجازت چاہی تو فرمانے لگے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بس اتنی جلدی چلی جاؤ گی۔ اچھا میرے جانے سے پہلے تم اس نئے مکان میں آ جاؤ' بہت اچھا ہوگا۔ اور میں بھی دیکھ لوں گا۔ میں نے سامان باندھنے کا عذر پیش کیا تو کہنے لگے: پہلے آ جاؤ، سامان آتا رہے گا۔ پھر خود ہی فرمانے لگے: اچھا جب آؤں گا تو خوب زوردار دعوت کھاؤں گا۔ میں نے کہا: سر آنکھوں پر۔ انشاء اللہ! ضرور دعوت کروں گی۔ پھر ہنستے ہوئے فرمانے لگے: بیٹے سر پر نہیں' گھر پر دعوت کرنا۔

مجھ بدنصیب کو کیا معلوم تھا' ورنہ ان کی خواہش کا احترام کر کے پہلے ہی آ جاتی۔ پیارے ابا جان! کاش آپ اس گھر میں دیکھ لیتے، مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر کے چلے جاتے۔ پھر جاتے ہوئے بیٹھک میں جب ملنے آئی تو شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر بہت دیر تک درود شریف ورد کرنے اور نماز پڑھنے کی تلقین کرتے رہے۔ پھر پیشانی چوم کر خدا حافظ کہا۔ مجھ کو کیا علم تھا کہ یہ آخری نصیحت ہے۔ اتنے پیار سے خدا حافظ پھر کوئی نہیں کہے گا۔ اس کے بعد اپنے ابا جان کا دیدار نہیں کر سکوں گی۔ پھر یہ آواز مبارک کان نہیں سنیں گے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کی شخصیت پر لکھ کر اجاگر کروں۔ شدت غم نے سب الفاظ چھین لئے ہیں۔ اگرچہ صحیح تعریف کرنے کی مجھ میں صلاحیت نہیں لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ کہنے کی ہمت پیدا کر رہی ہوں۔

پیارے ابا جان! جتنی شفقت، محبت اور خلوص اپنی اولاد پر نچھار کرتے ویسے ہی غیروں کے ساتھ بھی رویہ اختیار کرتے اور ویسا ہی خلوص نچھاور کرتے۔ آپ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔ اولاد تو رنج اور صدمے سے نڈھال ہے ہی، لیکن آپ کے خدام، عقیدت مند، جو بے شمار ہیں، ان سب ہی کو آپ کی وفات کا دکھ پہنچا ہے۔ جب سے شعور آیا' میں نے پیارے ابا جان کو اس وقت سے عبادت میں مصروف پایا۔ عبادت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ نیکی، پرہیزگاری آپ کا پیشہ تھا۔ آپ چاہے علیل ہوں یا کیسی ہی تکلیف ہو، تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ صبح کی تلاوت کلام پاک ضرور کرتے۔ طبیعت ناساز ہو یا جوڑوں میں درد ہر حالت میں نماز مسجد میں پڑھنے جاتے۔ فضول باتوں سے پرہیز فرماتے اور ہم سب کو بھی ٹوکتے روکتے رہتے۔ درود شریف تو آپ کا دائمی معمول تھا۔ لیکن دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین و ہدایت کرتے۔

جب کبھی آرام کی خاطر لیٹتے اور نیند نہ آتی تو آپ فارسی، عربی کے اشعار الٰہی پرسوز آواز میں پڑھتے

کہ دل جھوم جاتا۔قرآن شریف کی آیات ایسی خوش آوازی سے پڑھتے کہ روح تڑپ جاتی۔اذان کی آواز سن کر آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور آنسوؤں سے چہرہ مبارک اور داڑھی تر ہوجاتی۔ بڑی سے بڑی غلطیاں خوش اسلوبی کے ساتھ درگزر کردیتے۔صبر واستقامت آپ کی خصوصیت تھی۔غصہ کو کافی حد تک قابو میں رکھتے۔کسی وقت غصہ کے باعث عجیب کیفیت طاری ہوجاتی،لیکن فوراً قابو پالیتے' پھر کافی دیر تک خاموشی اختیار کرتے کہ مبادا غصہ سے غلط الفاظ نکلیں۔آپ کی گفتگو بے حد دلچسپ ہوتی کہ سننے والا مست ہوجاتا۔ بڑوں کی محفل میں آپ کی شخصیت سب سے نمایاں اور ممتاز ہوتی۔چھوٹے بچوں سے بے حد خوش ہوتے۔مزاج اتنا دلچسپ ہوتا کہ طبیعت باغ باغ ہوجاتی۔اسفار سے بے حد تکلیف اور دقت ہوتی اور بعض وقت الجھن بھی محسوس کرتے،لیکن اسلام اور دین کی خاطر کہیں جانا ہوتا تو ماتھے پر ایک شکن تک نہ ہوتی' بلکہ اسلام کی خاطر آپ اپنی تکلیف کو دخیل قطعاً نہ کرتے۔آپ کے کانفرنس میں جانے سے قبل میں نے کہا ابا جی! آپ نہ جائیں۔تو فرمانے لگے: نہیں بیٹی۔اسلام کی خاطر قربان بھی ہوجاؤں تو کم ہے۔اگرچہ مجھے سفر میں تکلیف ہوتی ہے مگر دین کی خاطر ہر تکلیف گوارا ہے۔

آہ کتنی ہمت اور کتنا صبر واستقلال تھا کہ دین کا چھوٹا سا کام بھی کر کے بے حد مطمئن اور پرسکون ہوجاتے۔ پیارے ابا جان! آپ کا اسلام کی راہ میں قربان ہوجانا بے شک مجاہدانہ ثبوت ہے اور یہ ہم سب کے لئے ایک روشن راہ ہے۔ پیارے ابا جان! آپ واقعی حقیقت میں سچے عاشق رسول تھے' آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا وہ کبھی بھی پر نہیں ہوسکتا۔آپ کی وفات زلزلے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ایک قیامت آئی ہمارا سب کچھ لے گئی۔ایک سیلاب آیا سب خوشیاں بہا کے لے گیا۔ دعاؤں کا سلسلہ ختم ہوا۔اب جہان سے وہ رونقیں ختم ہوگئیں، وہ نور اٹھ گیا، آپ کی جدائی سے سینہ چھلنی ہوگیا۔آنکھیں اشکوں سے لبریز رہیں گی۔ جب بھی اس قیامت کے منظر کا خیال آئے گا۔آپ کا جانا ایک قیامت سے کم نہیں۔

ابا جان!...... پیارے ابا جان!! دل میں تو طوفان چھپائے بیٹھی ہوں۔مگر جرأت نہیں کہ دل چیر کر دکھاؤں۔خدا ہم سب کو صبر عطا کرے اور پیارے ابا جان آپ کو اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور ہر لمحہ انوارات کی بارش برسائے۔آمین۔

فقط شفقتوں سے محروم بیٹی

(ط-ح-بنوری)

......☆......☆......☆......